

امیر اہل سنت و اہل بیتؑ امام علیؑ کی کتاب ”550“ سنتیں اور آداب کی ایک قسط

سُنْتیں اور آداب 103

17 صفحات



10

پڑوسی کے بارے میں 15 سنتیں اور آداب

03

کھانے کی 32 سنتیں اور آداب

13

مہمان نوازی کی 30 سنتیں اور آداب

07

صلہ رحمی کی 13 سنتیں اور آداب

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو جلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی
کتابت و تصانیف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتِمِ النَّبِيِّنَّ ط
 اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

یہ مضمون کتاب ”550 سنتیں اور آداب“ کے صفحہ 13 تا 30 سے لیا گیا ہے

103 سنتیں اور آداب

ذمائے عطار: یارب المصطفیٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ ”103 سنتیں اور آداب“ پڑھ یائے
 اُسے سنتوں کا عامل بنا اور اس کی ماں باپ سمیت بلا حساب مغفرت فرمادے۔
 امین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دُرود شریف کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم: ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْاَلْفِ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى
 مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ، یعنی جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھے گا وہ
 اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔“

(الترغیب والترہیب، 2/326، حدیث: 2590)

وہ تو نہایت سنستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا ہم منگس کیا مول چکا کیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
 (حدائقِ بخشش، ص 182)

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ ❀❀❀ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

”کرم یارسول اللہ“ کے تیرہ حروف کی

نسبت سے پانی پینے کی 13 سنتیں اور آداب

دو فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم: (1) اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں مت
 پیو، بلکہ دو یا تین مرتبہ (سانس لے کر) پیو اور پینے سے قبل بِسْمِ اللّٰهِ پڑھو اور فراغت پر
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا کرو (ترمذی، 3/352، حدیث: 1892) (2) نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے برتن میں

سانس لینے یا اس میں چھوٹکنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، 3/474، حدیث: 3728) حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لیے برتن سے الگ منہ کر کے سانس لو، (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم دودھ یا چائے کو چھوٹکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو، قدرے (یعنی کچھ) ٹھنڈی ہو جائے پھر پیو۔ (مرآۃ المناجیح، 6/77) البتہ درود پاک وغیرہ پڑھ کر بہ نیت شفا پانی پر دم کرنے میں حرج نہیں ﴿3﴾ پینے سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھ لیجئے ﴿4﴾ چوس کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ پیئیں، بڑے بڑے گھونٹ پینے سے جگر (Liver) کی بیماری پیدا ہوتی ہے ﴿5﴾ پانی تین سانس میں پیئیں ﴿6﴾ بیٹھ کر اور سیدھے ہاتھ سے پیئیں ﴿7﴾ لوٹے وغیرہ سے وضو کیا ہو تو اس کا بچا ہو پانی پینا 70 مَرَض سے شفا ہے کہ یہ آب زم زم شریف کی مُشاہت رکھتا ہے، ان دو وضو کا بچا ہو پانی اور زم زم شریف کے علاوہ کوئی سا بھی پانی کھڑے کھڑے پینا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 4/575، 21/669 ماخوذاً) یہ دونوں پانی قبلہ رو ہو کر کھڑے کھڑے پیئیں ﴿8﴾ پینے سے پہلے دیکھ لیجئے کہ پینے کی شے میں کوئی نقصان دہ چیز وغیرہ تو نہیں ہے (اتحاف السادہ، 5/594) ﴿9﴾ پی چکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہیے ﴿10﴾ حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بِسْمِ اللہ پڑھ کر پینا شروع کرے پہلے سانس کے آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دوسرے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تیسرے سانس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے (احیاء العلوم، 2/8) یہ ایک اچھا کام ہے نہ بھی کیا تو حرج نہیں اور شروع میں بِسْمِ اللہ اور ختم پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی ﴿11﴾ گلاس میں بچے ہوئے مسلمان کے صاف ستھرے چھوٹے پانی کو قابل استعمال ہونے کے باوجود خواہ چھینکانا نہ چاہئے ﴿12﴾ منقول ہے: سُوْرُ الْمُوْمِنِ شِفَاءٌ۔

یعنی مسلمان کے جھوٹے میں شفا ہے (الفتاویٰ الفقہیہ الکبریٰ لابن حجر البیتمی، 4/117) ﴿13﴾ پی لینے کے چند لمحوں کے بعد خالی گلاس کو دیکھیں گے تو اس کی دیواروں سے بہ کر چند قطرے پیندے میں جمع ہو چکے ہوں گے انہیں بھی پی لیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلَی مُحَمَّد

”گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکیوں کی دعوت کا“ کے بتیس

حروف کی نسبت سے کھانے کی 32 سنتیں اور آداب

﴿1﴾ کھانا صرف لذت (TASTE) کے لئے نہ کھایا جائے بلکہ کھاتے وقت یہ نیت کر لیجئے: ”اللہ پاک کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کیلئے کھار ہا ہوں“ ﴿2﴾ بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر (یعنی بھوک بالکل باقی نہ رہے اتنا) کھانا کھا لینا مُباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ، کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھا لینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لینا جس سے پیٹ خراب ہونے کا غالب گمان ہے، مثلاً دَسْت آئیں گے اور طبیعت بد مزہ ہو جائے گی۔ (در مختار، 9/560) اسی طرح تندرست آدمی کا ایسی غذا استعمال کرنا گناہ ہے جس سے بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یوں ہی مریض کا ایسی بد پرہیزی کرنا جس سے عرض بڑھ جانے کا ظن غالب ہو، مثلاً تجربے سے ثابت ہو ﴿3﴾ بھوک سے کم کھانا بے شمار فوائد کا مجموعہ ہے کہ تقریباً 80 فیصد بیماریاں ڈٹ کر یعنی خوب پیٹ بھر کر کھانے سے ہوتی ہیں۔ لہذا ابھی بھوک باقی ہو تو ہاتھ روک لیجئے ﴿4﴾ اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے (مثلاً شعریا کمپنی وغیرہ کا نام) ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا، اُن پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ (بہار شریعت، 3/420) ﴿5﴾ کھانا

و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اے ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے۔ (مسند الفردوس، 282/1، حدیث: 1106) ⁽¹⁾ ﴿16﴾ اگر شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا بھول گئے تو دورانِ طعام یاد آنے پر اس طرح کہہ لیجئے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ۔ ترجمہ: ”اللہ پاک کے نام سے کھانے کی شروعات اور اس کا ختم ہونا“ ﴿17﴾ اولِ آخر نمک کھائیے کہ سنت ہے اور اس سے 70 بیماریاں دُور ہوتی ہیں۔ (ردالمحتار، 9/562) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمکین کھانے کو نمک کے حکم میں لیا ہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/107) ﴿18﴾ سیدھے ہاتھ سے کھائیے، اُلٹے ہاتھ سے کھانا، پینا، لینا، دینا، شیطان کا طریقہ ہے۔ اکثر اسلامی بھائی نوالہ تو سیدھے ہاتھ سے ہی کھاتے ہیں، مگر جب منہ کے نیچے اُلٹا ہاتھ رکھتے ہیں تو بعض دانے اُس میں گرتے ہیں اور وہ اُلٹے ہی ہاتھ سے منہ میں ڈال لیتے ہیں، اسی طرح دستِ خوان پر گرے ہوئے دانے اُلٹے ہاتھ سے کھاتے ہیں، اُن کو چاہئے کہ وہ اُلٹے ہاتھ والے دانے سیدھے ہاتھ میں رکھ کر ہی منہ میں ڈالیں ﴿19﴾ بائیں (یعنی اُلٹے) ہاتھ میں روٹی لے کر دہنے (یعنی سیدھے) ہاتھ سے نوالہ توڑنا دُفْعِ تَكْبِيْرٍ (یعنی تکبر دور ہونے) کیلئے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/669) تنہا کھاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر تھال یا سالن کے برتن کے عین بیچ میں اوپر کر کے روٹی اور ڈبل روٹی وغیرہ توڑنے کی عادت بنائیے، اس طرح روٹی کے ذرات یاروٹی پرتل ہوئے تو برتن ہی میں گریں گے ورنہ دستِ خوان پر گر کر ضائع ہو سکتے ہیں ﴿20﴾ تین اُنکلیوں (یعنی بیچ والی، شہادت کی اور

①... جس دعائیں: ”يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ“ کے بجائے ”وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ“ ہے، اس دعا کی فضیلت ”ترمذی“ اور ”ابن ماجہ“

میں اس طرح ہے، فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو بندہ روزانہ صبح و شام 3 مرتبہ یہ کلمات کہے: ”بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَهُ اَسْمُهُ شَيْئًا فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ“ تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔ (ترمذی، 5/250، حدیث: 3399۔ ابن ماجہ، 4/284، حدیث: 3869)

گرے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھا کر کھائے وہ فراخی (یعنی کشادگی) کے ساتھ زندگی گزارتا ہے اور اُس کی اولاد میں خیریت رہتی ہے (احیاء العلوم، 2/8) ﴿27﴾ کھانے کے بعد دانتوں کا خلال کیجئے ﴿28﴾ کھانے کے بعد اول آخر دُرُودِ شَرِيف کے ساتھ یہ دُعا پڑھئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ۔ ترجمہ: ”اللہ پاک کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا“ ﴿29﴾ اگر کسی نے کھلایا ہو تو یہ دُعا بھی پڑھئے: اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِي وَسَقِّمْ مَنْ سَقَانِي۔ ترجمہ: اے اللہ پاک! اُس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اُس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔ (الحسن الحسین، ص 71) ﴿30﴾ کھانا کھانے کے بعد سورۃِ اِخْلَاص اور سورۃِ قَرِيش پڑھئے۔ (احیاء العلوم، 2/4-8) ﴿31﴾ کھانے کے بعد ہاتھ صابن سے اچھی طرح دھو کر پونچھ لیجئے ﴿32﴾ حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کھانے کے بعد وضو (یعنی پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھونا) جُنُون (یعنی پاگل پن) کو دُور رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم، 2/4-8)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْب ❀❀❀ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

”قَطْعِ رَحْمِي حَرَامٌ هِيَ“ کے تیرہ حروف کی

نسبت سے صلہِ رَحْمِي کی 13 سنتیں اور آداب

﴿1﴾ فرمانِ الہی: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ ط﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ

سے ڈرو، جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ (پ 4، النساء: 1)

اس آیت مبارکہ کے تحت ”تفسیر مظہری“ میں ہے: ”یعنی تم قَطْعِ رَحْمِ (یعنی رشتہ

داروں سے تعلق توڑنے) سے بچو“ (تفسیر مظہری، 2/212) 7 فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

﴿2﴾ جو اللہ پاک اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ صلہِ رَحْمِي کرے (بخاری، 4/

136، حدیث: (6138) ﴿3﴾ قیامت کے دن اللہ پاک کے عرش کے سائے میں تین قسم کے لوگ ہوں گے، (ان میں سے ایک ہے) صلہ رحمی کرنے والا (مسند الفردوس، 1/99، حدیث: 2526) ﴿4﴾ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا (بخاری، 4/97، حدیث: 5984) ﴿5﴾ لوگوں میں سے وہ شخص سب سے اچھا ہے جو کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرے، زیادہ مٹتی ہو، سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے والا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی (یعنی رشتے داروں کے ساتھ اچھا بڑتاؤ) کرنے والا ہو (مسند امام احمد، 10/402، حدیث: 27504) ﴿6﴾ بے شک افضل ترین صدقہ وہ ہے جو دشمنی چھپانے والے رشتے دار پر کیا جائے (مسند امام احمد، 9/138، حدیث: 23589) ﴿7﴾ جس قوم میں قاطع رحم (یعنی رشتے داری توڑنے والا) ہو، اُس قوم پر اللہ پاک کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا (الزواجر، 2/153) ﴿8﴾ جسے یہ پسند ہو کہ اُس کے لیے (جنت میں) محل بنایا جائے اور اُس کے درجات بلند کیے جائیں، اُسے چاہیے کہ جو اُس پر ظلم کرے یہ اُسے معاف کرے اور جو اُسے محروم کرے یہ اُسے عطا کرے اور جو اُس سے قطع تعلق کرے یہ اُس سے ناٹھ (یعنی تعلق) جوڑے (مسند رک، 3/12، حدیث: 3215) ﴿9﴾ حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صلہ رحمی (یعنی رشتے داروں سے اچھا سلوک) کرنے کے 10 فائدے ہیں: اللہ کریم کی رضا حاصل ہوتی ہے، لوگوں کی خوشی کا سبب ہے، فرشتوں کو مسرت ہوتی ہے، مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی تعریف ہوتی ہے، شیطان کو اس سے رنج پہنچتا ہے، عمر بڑھتی ہے، رزق میں برکت ہوتی ہے، فوت ہو جانے والے آباء و اجداد (یعنی مسلمان باپ دادا) خوش ہوتے ہیں، آپس میں محبت بڑھتی ہے، وفات کے بعد اس کے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس

کے حق میں دُعاے خیر کرتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین، ص 73) ﴿10﴾ ”بہار شریعت“ جلد 3 صفحہ 558 تا 560 پر ہے: صَلَّہِ رَحْمِ کے معنی رشتے کو جوڑنا ہے یعنی رشتے والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صَلَّہِ رَحْمِ ”واجب“ ہے اور قَطْعِ رَحْمِ (یعنی رشتہ توڑنا) ”حرام“ ہے۔ جن رشتے والوں کے ساتھ صَلَّہِ رَحْمِ واجب ہے وہ کون ہیں؟ بعض علمائے فرمایا: وہ دُورِ رَحْمِ محرم ہیں اور بعض نے فرمایا: اس سے مراد دُورِ رَحْمِ ہیں، محرم ہوں یا نہ ہوں۔ اور ظاہر یہی قولِ دُوم (یعنی دوسرا قول) ہے، احادیث میں مُطْلَقًا (یعنی بغیر کسی قید کے) رشتے والوں کے ساتھ صلہ (یعنی سلوک) کرنے کا حکم آتا ہے، قرآن مجید میں مُطْلَقًا (یعنی بلا قید) ذَوِی الْقُرْبٰی (یعنی رشتے دار) فرمایا گیا مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتے میں چونکہ مختلف دَرَجات ہیں (اسی طرح) صَلَّہِ رَحْمِ (یعنی رشتے داروں سے حُسنِ سلوک) کے دَرَجات میں بھی تفاوت (یعنی فرق) ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد دُورِ رَحْمِ محرم کا، (یعنی وہ رشتے دار جن سے نسلی رشتہ ہونے کی وجہ سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو) ان کے بعد بقیہ رشتے والوں کا علیٰ قَدْرِ مَرَاتِب۔ (یعنی رشتے میں نزدیکی کی ترتیب کے مطابق) (رد المحتار، 9/678)

﴿11﴾ صَلَّہِ رَحْمِ (یعنی رشتے داروں کے ساتھ سلوک) کی مختلف صورتیں ہیں، ان کو ہدیہ و تحفہ (یعنی GIFT) دینا اور اگر ان کو کسی بات میں تمہاری اعانت (یعنی امداد) درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا، انہیں سلام کرنا، ان کی ملاقات کو جانا، ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، ان سے بات چیت کرنا، ان کے ساتھ لُظْف و مہربانی سے پیش آنا (ذَر، 1/323) ﴿12﴾ اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتے والوں کے پاس خط بھیجا کرے، ان سے خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتے داروں سے تَعَلُّقات

تازہ کر لے، اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہو گا۔ (ردالمحتار، 9/678) (فون یا انٹرنیٹ کے ذریعے بھی رابطے کی ترکیب مفید ہے) ﴿13﴾ صلہ رحمی (رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک) اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مکافات یعنی ادلا بدلا کرنا ہے کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی تم نے اُس کے پاس بھیج دی، وہ تمہارے یہاں آیا تم اُس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتاً صلہ رحمی (یعنی اعلیٰ درجے کا صلہ رحمی) یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے، بے اعتنائی (بے-اع-تے-نائی-یعنی بے پروائی) کرتا ہے اور تم اُس کے ساتھ رشتے کے حقوق کی مراعات (یعنی لحاظ و رعایت) کرو۔ (ردالمحتار، 9/678)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

”راہِ مدینہ کا مسافر“ کے پندرہ حروف کی نسبت سے

پڑوسی کے بارے میں 15 سنتیں اور آداب

8 فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ﴿1﴾ اللہ پاک نیک مسلمان کی وجہ سے اس کے پڑوس کے 100 گھروں سے بلا دور فرما دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿وَلَوْلَا دَفَعُ اللهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ﴾ (پ 2، البقرة: 251) ”ترجمہ کنز الایمان: اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے۔“ (مجمع الزوائد، 8/299، حدیث: 13533) ﴿2﴾ اللہ پاک کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔ (ترمذی، 3/379، حدیث: 1951) ﴿3﴾ وہ جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اُس کی آفتوں سے اُمن میں نہیں ہے۔ (مسلم، ص 43، حدیث: 46) ﴿4﴾ وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اُس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے

کرے، اُسے جن دینی یا دنیوی اُمور کا علم نہ ہو اُن کے بارے میں اُس کی رہنمائی کرے (احیاء العلوم، 2/266-267 طحطا) ﴿10﴾ حکایت: حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی: میرا پڑوسی مجھے اذیت پہنچاتا ہے، مجھے گالیاں دیتا ہے اور مجھ پر سختی کرتا ہے۔ فرمایا: اگر اس نے تمہارے بارے میں اللہ پاک کی نافرمانی کی ہے، تو تم اُس کے بارے میں اللہ پاک کی اطاعت کرو (احیاء العلوم، 2/266-267 طحطا)

﴿11﴾ حکایت: ایک بزرگ کے گھر میں چوہوں کی کثرت تھی، کسی نے عرض کی: حضرت! اگر آپ بلی رکھ لیں تو اچھا ہے۔ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ چوہا بلی کی آواز سن کر پڑوسی کے گھر میں چلا جائے اس طرح میں اُس کے لیے وہ بات پسند کرنے والا ہو جاؤں گا جسے میں خود اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم، 2/266-267 طحطا) ﴿12﴾ منقول ہے: فقیر پڑوسی قیامت کے دن مال دار پڑوسی کا دامن پکڑ کر کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ، اس نے مجھے اپنے حُسنِ سلوک سے کیوں محروم کیا اور مجھ پر اپنا دروازہ کیوں بند کیا؟ (احیاء العلوم، 2/266-267 طحطا) ﴿13﴾ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلانی عورت کے مُتَعَلِّقِ ذِکْرِ کیا جاتا ہے کہ نماز و روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، فرمایا: وہ جہنم میں ہے۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلانی عورت کی نسبت زیادہ ذِکْرِ کیا جاتا ہے کہ اس کے (نفل) روزہ و صدقہ و نماز میں کمی ہے، وہ پنیر (CHEESE) کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی، فرمایا: وہ جنت میں ہے۔ (مسند امام احمد، 3/441، حدیث: 9681) ﴿14﴾ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پڑوسی تین قسم کے ہیں: بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے، جو پڑوسی مسلم اور رشتے دار ہو، اس کے

تین حق ہیں: پڑوس کا حق اور حق اسلام اور رشتے داری کا حق، پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں: پڑوس کا حق اور حق اسلام اور پڑوسی کا فر کا صرف ایک، پڑوس کا حق ہے (شعب الایمان، 7/83، حدیث: 9560) ﴿15﴾ حکایت: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہودی پڑوسی سفر میں گیا، اُس کے بال بچے گھر میں رہ گئے، رات کو یہودی کا بچہ روتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: بچہ کیوں روتا ہے؟ یہودن بولی: گھر میں چراغ نہیں ہے، بچہ اندھیرے میں گھبراتا ہے۔ اُس دن سے آپ روزانہ چراغ میں خوب تیل بھر کر روشن کر کے یہودی کے گھر بھیج دیا کرتے تھے، جب یہودی لوٹا تو اُس کی بیوی نے یہ واقعہ سنایا، یہودی بولا: جس گھر میں بایزید کا چراغ آگیا وہاں (کفر کا) اندھیرا کیوں رہے! وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (مرآة المناجیح، 6/573)

مہمان نوازی کی 30 سنتیں اور آداب

آٹھ فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ﴿1﴾ ”جو اللہ پاک اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ مہمان کا احترام کرے۔“ (بخاری، 4/105، حدیث: 6018) مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: مہمان کا احترام یہ ہے کہ اس سے خُندہ پیشانی (یعنی مُسکرا کر اچھی طرح) سے ملے، اس کے لیے کھانے اور دوسری خدمات کا انتظام کرے حتیٰ الامکان اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرے۔ (مرآة المناجیح، 6/52) ﴿2﴾ جو اللہ پاک اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ مہمان کو ایذا نہ دے۔ (اکرام الضیف، ص 25، حدیث: 13) ﴿3﴾ جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحبِ خانہ (یعنی گھر والے) کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے۔ (کنز العمال، 9/107، حدیث: 25831) ﴿4﴾ جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، حج ادا کیا، رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کی، وہ جنت

میں داخل ہو گا۔ (مجم کبیر، 12/ 106، حدیث: 12692) ﴿5﴾ جو شخص (باوجود قدرت) مہمان نوازی نہیں کرتا اس میں بھلائی نہیں۔ (مسند امام احمد، 6/ 142، حدیث: 17424) ﴿6﴾ آدمی کی کم عقلی ہے کہ وہ اپنے مہمان سے خدمت لے۔ (جامع صغیر، ص 288، حدیث: 4686) ﴿7﴾ سنت یہ ہے کہ آدمی مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔ (ابن ماجہ، 4/ 52، حدیث: 3358) ﴿8﴾ جس گھر میں کھایا جائے اس میں خیر و برکت زیادہ تیزی سے آتی ہے بمقابلہ چُھری کے جو اونٹ کے کوہان تک جائے۔ (ابن ماجہ، 4/ 51، حدیث: 3357) شرح حدیث: یعنی جس گھر میں مہمان، زائرین، ملاقاتی لوگ کھانا کھاتے رہیں وہاں برکت رہتی ہے، ورنہ خود گھر والے تو ہر گھر میں ہی کھاتے ہیں۔ اونٹ کی کوہان میں ہڈی نہیں ہوتی چربی ہی ہوتی ہے اسے چُھری بہت ہی جلد کاٹتی ہے اور اس کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے اس لیے اس سے تشبیہ دی گئی۔ یعنی ایسے گھر میں خیر و برکت بہت جلدی پہنچتی ہے۔ (مرآة المناجیح، 6/ 67) ﴿9﴾ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو رشتے داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں، مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق و انصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔“ (سیرتِ مصطفیٰ، ص 109، لخصاً)۔ (بخاری، 1/ 7، حدیث: 3، مستطفاً) ﴿10﴾ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں ایک شخص کے یہاں گیا، اُس نے میری مہمانی نہیں کی، اب وہ میرے یہاں آئے تو کیا میں اس سے بدلالوں؟ ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔ (ترمذی، 3/ 405، حدیث: 2013) ﴿11﴾ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا جب کھانا کھانے کا وقت آتا اور کوئی ساتھ کھانے والا نہ ہوتا تو ایک یا دو دو میل تک اس کی تلاش میں نکل جاتے تھے کہ کوئی ساتھ کھانے والا مل جائے۔ (تبیہ الغافلین، ص 249) ﴿12﴾ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

کا لقب ”ابو الصَّیْفَان“ (یعنی بڑا مہمان نواز) مشہور تھا، ان کے مکان کے چار دروازے تھے اور وہ دیکھتے رہتے تھے کہ کس دروازے سے کوئی آنے والا آتا ہے (تنبیہ الغافلین، ص 249)

﴿13﴾ خَادِمُ النَّبِيِّ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جس گھر میں مہمان نہیں آتا اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے“ (احیاء العلوم (اردو)، 2/43، احیاء العلوم، 2/16)

﴿14﴾ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے ملاقات کے لیے باہر (یعنی دوسرے شہر یا ملک) سے آئے خواہ اُس سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو، جو ہمارے لئے اپنے ہی محلے یا اپنے شہر میں سے ہم سے ملنے آئے دو چار منٹ کے لئے وہ ملاقاتی ہے مہمان نہیں۔ اس کی خاطر (مثلاً اچھی طرح ملنا، چائے پانی کرنا ہو) تو کرو مگر اس کی دعوت نہیں ہے اور جو ناواقف شخص اپنے کام کے لئے ہمارے پاس آئے وہ مہمان نہیں جیسے حاکم یا مفتی کے پاس مقدمے والے یا فتویٰ (لینے) والے آتے ہیں یہ حاکم (یا مفتی) کے مہمان نہیں (مرآة المناجیح، 6/54) ﴿15﴾ مہمان کو چاہئے کہ اپنے میزبان کی مصروفیات اور ذمے داریوں کا لحاظ رکھے ﴿16﴾ بہار شریعت جلد 3 صفحہ 391 پر حدیث نمبر 14 ہے: ”جو شخص اللہ (پاک) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات اُس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری (یعنی آؤ بھگت) کرے، اپنے مفدور بھر (یعنی جہاں تک ممکن ہو) اس کے لیے تکلف کا (یعنی اہتمام کے ساتھ) کھانا تیار کرانے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد تکلف نہ کرے بلکہ جو حاضر ہو وہی پیش کر دے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے (یعنی میزبان کو) حرج میں ڈال دے“ (بخاری، 4/136، حدیث: 6135) ﴿17﴾ جب آپ کسی کے پاس بطور مہمان جائیں تو مناسب ہے کہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ حسبِ حیثیت میزبان یا اُس کے بچوں کیلئے

تحفے لیتے جائیں ﴿18﴾ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

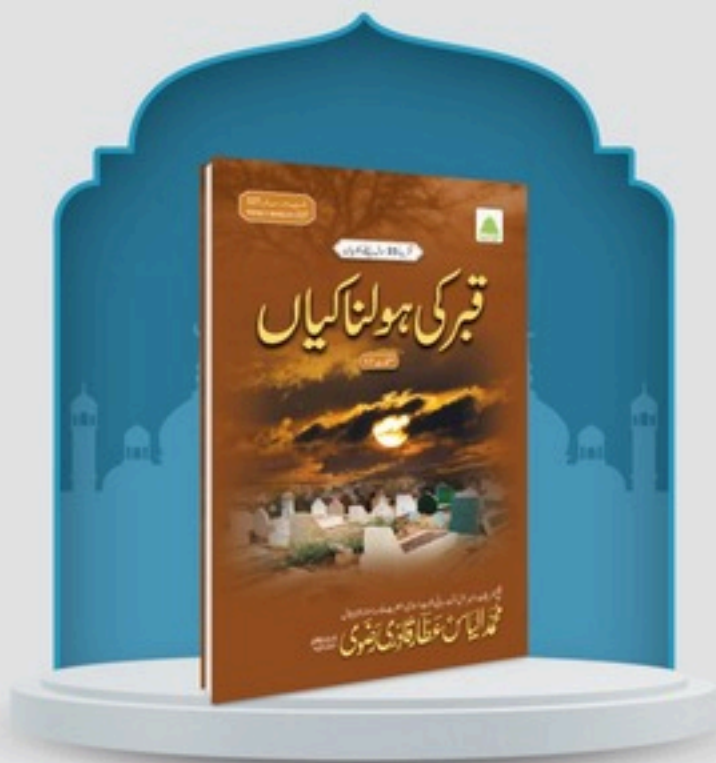
مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں: (1) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے (2) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے: اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ (3) بغیر اجازت صاحب خانہ (یعنی میزبان سے اجازت لئے بغیر) وہاں سے نہ اٹھے اور (4) جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دُعا کرے (بہار شریعت، 349/3۔ فتاویٰ ہندیہ، 5/344) ﴿19﴾ گھریا کھانے وغیرہ کے معاملے میں مہمان کسی قسم کی تنقید کرے نہ جھوٹی تعریف ﴿20﴾ میزبان بھی مہمان کو جھوٹ کے خطرے میں ڈالنے والے سوالات نہ کرے مثلاً کہنا کہ ہمارا گھر کیسا لگا؟ یا کہا: ہمارا کھانا آپ کو پسند آیا یا نہیں؟ ایسے موقع پر اگر پسند نہ ہونے کے باوجود مہمان مروت میں گھریا کھانے کی جھوٹی تعریف کرے گا تو گناہ گار ہوگا ﴿21﴾ میزبان اس طرح کا سوال بھی نہ کرے کہ ”آپ نے پیٹ بھر کر کھایا یا نہیں؟“ کہ یہاں بھی جواباً جھوٹ کا اندیشہ ہے کہ کم کھانے کی عادت یا پرہیزی یا کسی بھی وجہ سے کم کھانے کے باوجود اصرار و تکرار سے بچنے کیلئے مہمان کو جھوٹ موٹ کہنا پڑ جائے کہ ”میں نے خوب ڈٹ کر کھایا ہے“ ﴿22﴾ بعض اوقات کھانے کے موقع پر مہمان پر ایک شخص مُقَرَّر کر دیا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ سے مہمان کی پلیٹ میں کھانا یا سالن، بوٹی وغیرہ ڈالتا رہتا ہے، مہمان کو اس سے پریشانی ہو سکتی ہے، مثلاً وہ بوٹی کھانے سے بچنا چاہتا ہے اور میزبان کا آدمی بوٹیاں ڈالے جا رہا ہے ﴿23﴾ میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ ”اور کھاؤ“ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے نقصان دہ ہو (فتاویٰ ہندیہ، 5/344) ﴿24﴾ حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ساتھی کم کھاتا ہو تو رغبت دلاتے

ہوئے اُس سے کہے: کھائیے! لیکن تین بار سے زیادہ نہ کہا جائے کیوں کہ یہ ”اصرار“ کرنا اور حد سے بڑھنا ہوا (احیاء العلوم، 2/9) ﴿25﴾ میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے (فتاویٰ ہندیہ، 5/345) ﴿26﴾ مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو (فتاویٰ ہندیہ، 5/345) ﴿27﴾ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمے اس کو نہ چھوڑے کہ یہ (یعنی مہمان کی آؤ بگلت) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے، (فتاویٰ ہندیہ، 5/345، بہار شریعت، 3/394) جو شخص اپنے (مسلمان) بھائیوں کے ساتھ کھاتا ہے اُس سے (قیامت میں اُس کھانے کا) حساب نہ ہو گا (توت القلوب، 2/306) ﴿28﴾ حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص کم خوراک ہو جب وہ لوگوں کے ساتھ کھائے تو کچھ دیر بعد کھانا شروع کرے اور چھوٹے لقمے اٹھائے اور آہستہ آہستہ کھائے تاکہ آخر تک دوسرے لوگوں کا ساتھ دے سکے (مرقات، 8/84، تحت الحدیث: 4254) ﴿29﴾ اگر کسی نے اس لئے جلدی سے ہاتھ روک لیا تاکہ لوگوں کے دلوں میں مقام پیدا ہو اور اس کو بھوک سے کم کھانے والا تصور کریں تو ریاکار اور عذابِ نار کا حق دار ہے ﴿30﴾ اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لیے کھالیا کہ مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرمائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھالینے کی اجازت ہے جبکہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

(در مختار، 6/561 طہصا)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

اگلے ہفتے کا رسالہ



978-969-722-564-4



01082450



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

+92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net